



لیوہ بیو بر مین

یورپ امیر کیسے بننا

سرمایہ داری نظام کے عروج کی کہانی



ترجمہ و تلحیص: عبداللہ ملک

لیوہیو بر مین

لیورپ امیر کیسے بننا

(سرماہی داری نظام کے عروج کی کہانی)

ترجمہ اور تلخیص: عبداللہ ملک

مشعل بکس

آر بی۔ 5، سینڈ فلور، عوامی کمپلیکس، عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن،

لاہور۔ 54600، پاکستان

Leo Huberman:
 Man's Worldly Goods
 Published in English by: Monthly
 Review Press, New York
 Copyright (English) Monthly
 Review Press
 Urdu translation & abridgement:
 Abdullah Malik
 Published by: MASHAL

لیو ہوبرمن : یورپ امیر کیے بنا

ترجمہ و تلخیص : عبداللہ ملک
 ناشر : مشعل

MAN'S WORLDLY GOODS

by

LEO HUBERMAN

Urdu Translation & Abridgement

Abdullah Malik

Published in English by Monthly Review Press, New York
Copyright (English) Monthly Review Press

Publisher: **MASHAL BOOKS**

RB-5, Second Floor, Awami Complex, Usman Block,
New Garden Town, Lahore-54600, Pakistan.

Telephone & Fax: 042-35866859
E.mail: mashbks@brain.net.pk
<http://www.mashalbooks.com>

یورپ امیر کیسے بننا

لیور ہیو بر مین

ترجمہ تلحیص: عبداللہ ملک

آخر ملک امیر کیوں ہیں اور کچھ ملک مستقل غربت میں کیوں بچنے ہوئے ہیں؟ ایک زمان تھا کہ یورپ بھی نہایت پس ماندہ ملک تھا۔ پھر کیا ہوا کہ یورپ نے اتنی زبردست ترقی کر لی؟ اس معاملے کو سمجھنا ہم جیسے تیسری دُنیا کے مالک کے لئے انہائی ضروری ہے۔ ”یورپ امیر کیسے بنا“، میں سرمایہ داروی نظام کے آغاز اور عروج کی جو کہانی بیان کی گئی ہے وہ اتنی ہی دلچسپ ہے جتنی سبق آموز ہے۔ اس کہانی میں اگر ایک طرف ابھرتی ہوئی سرمایہ دار طاقتون کی کارجوئی اور نئے نئے طریقے تلاش کرنے کے عزم کی داستان ہے تو دوسری طرف جرداً استھان کی تصویر بھی ہے۔ اور یہ کہانی ابھی ختم نہیں ہوئی ہے.....

فہرست

- | | |
|---|--|
| (۹) مزدور کی ضرورت ہے
(۱۰) دو سال کی عمر والے بھی درخواست دے سکتے ہیں
(۱۱) سونا شان اور سرخ روئی
(۱۲) ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو!
(۱۳) پرانے نظام کا خاتمه
(۲۱) سرمایدیاری نظام اپنے قدم جنماتا ہے
(۱۵) بوئے اور، کائٹے کوئی اور
(۱۶) آزاد بھارت..... خدا حافظ!
(۱۷) اب کارل مارکس آتا ہے
(۱۸) ٹرست اروکار میل سے سامراج تک | دیپاچ
(۱) پروہت، سورما اور کاشکار
(۲) یورپ جاتا ہے
(۳) شہر نوار ہوتے ہیں
(۴) نئے خیالات کی آمد آمد
(۵) دھقان اپنی غلامی کی زنجیریں توڑتا ہے
(۶) دستکاروں کی انجمنیں
(۷) یورپ میں قومیں ابھرتی ہیں
(۸) ”امیر لوگ.....“
(۹) ”غريب لوگ، فقير لوگ، اور چور! |
|---|--|

دیباچہ

دنیا کی پہلی سو شلسٹ ریاست کے بکھر جانے کے ساتھ ہی دنیا بھر میں مارکیٹ اکانومی کے نام پر سرمایہ دارانہ نظام اور اس کی خوبیوں اور برکات کا جو چچا آج کل جاری ہے اس کو دیکھتے ہوئے یہ بات بڑی دلچسپ معلوم ہوتی ہے کہ کسی نے لیو ہبوبر مین کی کتاب Man's Goods کے ترجمے کی اشاعت کا فیصلہ کیا۔ خود ہمارے ملک میں بخ کاری اور مقامی اور غیر ملکی سرمایہ کاری کے حوالہ سے جو کوششیں ہو رہی ہیں ان سے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اکثر دانشوروں، معیشت دانوں اور سیاست کاروں نے سرمایہ داری نظام کو بہترین اور فطری سماج کے طور پر قبول کر لیا ہے اور یہ بھی طے کر لیا ہے کہ ذرائع پیداوار کی اجتماعی ملکیت منصوبہ بندی کی معیشت اور پلک سیکھر کے تصورات ناکام ہو چکے ہیں اور ان کے حوالے سے کسی جدید اور ترقی یافتہ سماج کی تعمیر ممکن نہیں۔ یقیناً لیو ہبوبر مین کی زیرِ نظر تصنیف کو از سر نو منظر عام پر لانے کا اس سے بہتر کوئی اور وقت نہ ہو سکتا تھا۔ اس کتاب کا موضوع ہی یورپ میں سرمایہ دارانہ نظام کا آغاز اور نشوونما کی تاریخ مرتب کرنا ہے۔

قروان وسطی کے یورپ کا جا گیر داری عہد جس جرمائی ظلم اور تہذیبی سڑاند سے دوچار تھا اس نے کسانوں زمین سے بندھے ہوئے کاشنکاروں اور نچلے طبقے کے دیگر لوگوں کی زندگی اجیرن کر کھی تھی۔ رفتہ رفتہ یہ صورت حال سماجی بے چینی اور طبقاتی کشکش کی شکل اختیار کرتی گئی۔ یورپ کے مختلف ممالک میں کسانوں کی بغاوتیں اسی کشکش کا اظہار کرتی ہیں۔ اس طبقاتی جدل میں جا گیر دار اکیلا ہی ظالم نہ تھا۔ بادشاہ اور چرچ دونوں ہی اس نظام کے پشت پناہ تھے۔ نہ ہبی تاویلات کے ذریعہ مالک کے حق کو برداشت اور عین منشاء خداوندی ثابت کرنا چرچ کے فریضہ میں شامل تھا۔ وہ حقیقت چرچ خود بڑی بڑی جا گیروں کا مالک تھا اور اسی لئے اس نظام کا اتحظط اس کے نہ ہب کی ضرورت بن گیا۔ اسی زمانے میں دستکاریاں اور حرفت اور اس کے ساتھ ساتھ تجارت میں جو بینرنگ اضافہ ہوا۔ اس نے بیک وقت کئی تقاضے ابھار دیئے۔ مصنوعات کی تخلیق کے نئے طریقے ایجاد کرنا، تجارت کے لئے منڈی کا حصول اور بڑھتی ہوئی حرفت اور تجارت کے لئے افرادی قوت کی ضرورت اس نئے طبقے کی ضروریات میں شامل تھا۔ اسی کے ساتھ سر ما یہ بھی اکٹھا ہوتا گیا اور سرمایہ کاری رفتہ رفتہ نئے نظام کی بنیاد مرتب کرنے لگی۔ سمندری مہمات

امریکہ اور ہندوستان تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش اس نئی صورت حال کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ اشیاء کے تبادلے کے ذریعہ تجارت کا رونج ختم ہو چکا تھا اور سکے ذریعہ مبادله بن چکا تھا۔ سونا اور چاندی اب ایک نئی اہمیت اختیار کر چکے تھے اور اسی لئے ان کی تلاش میں نئی سے نئی دنیا دریافت کرنا از بس ضروری ہو گیا تھا۔ سرماۓ یاز رکی اس بڑھتی ہوئی اہمیت نے کئی حکمرانوں اور بادشاہوں کو اپنے مروجہ جاگیرداری رشتہوں سے آگے بڑھ کر سرمایہ کاری کی طرف راغب کیا۔ ایسی کمپنیاں وجود میں آئیں جو انگلستان، ہالینڈ، فرانس، سویٹزرلینڈ اور ڈنمارک میں قائم ہوئیں اور ستر ہیوں صدی کے آغاز تک زر کا یہ نظام ایک نئے معاشری نظام کے طور پر یورپ میں بین الاقوامی شکل اختیار کر چکا تھا۔ تاہم یہ سارے کاسار اعمال نہ تو اتنا پر امن تھا اور نہ ہی اتنے منحصر وقت پر محیط جیسا کہ ان چند سطور سے ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سلسلہ تین چار صد یوں پر محیط ہے اور ظلم اور تشدد اور انسانیت سوزی کے لاتعداً مظاہر سے بھرا پڑا ہے۔ وہ جنگیں جنہیں ”صلیبی“ کہا گیا درحقیقت تجارتی مقاصد اور تجارتی راستوں پر دسترس رکھنے سے گہر اعلق رکھتی تھیں۔ گویا مذاہب نے برآ راست اس عمل میں حصہ لیا۔ مذہب کا استعمال اور بھی کئی شکلوں میں ہوا۔ سرماۓ کے آغاز کے ساتھ ہی سود کا تصور بھی پیدا ہو گیا تھا۔ چرچ جو رانجِ الوقت جا گیرا نہ نظام کا حصہ اور اس کا پشت پناہ تھا نئے تاجریوں کی پہلیتی ہوئی طاقت اور ان کے سرماۓ کی بڑھتی ہوئی اہمیت سے خائف تھا۔ سودخوری کے خلاف زبردست تحریک جاری کی گئی جس میں ایک طرف چرچ شامل تھا جو فتوے صادر کر رہا تھا اور دوسرا طرف وہ بادشاہ شامل تھے جو ابھی برآ راست نے نظام میں ملوث نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ سودخوری کے خلاف قوانین وضع کئے گئے۔ ہمارے ملک میں اس وقت جو کمکش نہیں ہی بندی پر رشتہوں اور حکمران طبقے کے اس حصے کے درمیان جاری ہے برآ راست یا با لواسطہ سرمایہ کاری سے متعلق ہے وہ نہ تو ہمارے مذہب کی کسی خصوصی تاویل کا نتیجہ ہے اور نہ ہی ایسا پہلی مرتبہ ہو رہا ہے۔ مذہب کی انت نئی تاویلات نئے فرقتوں کی تخلیق، حتیٰ کہ نئے مذاہب کا جنم لینا تاریخ انسانی کے مختلف ادوار میں اپنے مخصوص معر وضی تقاضوں اور پیداواری رشتہوں پر مبنی رہا ہے۔ یورپ میں چرچ آف روم اور کیکھولک نقطرہ نظر سے بغاوت اور پراؤشنٹ ازم کی داغ بیل کو اسی تناظر میں سمجھا جا سکتا ہے جو یورپ میں ٹوٹنے ہوئے جا گیرا نہ نظام اور ابھرتے ہوئے تا جرانہ اور صنعتی نظام کی کمکش نے مرتب کیا۔ اگر ہم اس سے پچھے چلے جائیں تو عہد غلامی کے مذاہب یعنی ”یہودیت“ اور ”میسیحیت“ کی تعلیمات کو

برہار است اس عہد کی اس کشمکش کے حوالے سے سمجھا جاسکتا ہے جو غالباً کے نظام کے خلاف غلاموں کی بغاوت کی صورت میں جاری تھیں تصوف کی مسلک، صوفیا کے نظری اور عملی کردار، ہندوستان میں بھگتی تحریک کا احیاء اپنے عہد کے جابر ان سماجی نظام اور اس کی پشت پناہی کرنے والے مذہبی خیالات کے خلاف عمل تھا اور یہ عمل محض خیال کی دنیا میں نہیں تھا بلکہ درحقیقت خود سماج کے اندر ظالم اور مظلوم کے درمیان کشمکش سے مرتب ہوا تھا۔

سرمایہ دارانہ نظام کی تروتیج کے دوران یہک وقت ایک سے زیادہ رجحانات سماج کے اندر موجود ہے ہیں۔ وہ رجحانات جو نئے تاجر اور صنعتی طبقے کو مروج جا گیر دارانہ نظام کو پسپا کر کے اس سے چھپ کارا حاصل کرنے اور بالآخر یا سی نظام پر قابض ہونے کا راستہ دکھاتے تھے اور وہ رجحانات جو مروجہ نظام اس نئے نظام پر قابض ہونے کا راستہ دکھاتے تھے، اور وہ رجحانات جو نظام کی مزاجمت میں پیش کرتا تھا، اور پھر وہ رجحانات جو نیا نظام اپنی نشوونما، تروتیج اور پھیلاؤ کے لئے ظلم اور طاقت کے نئے حربوں کے حوالے سے تخلیق کر رہا تھا۔ غلاموں کی خرید و فروخت عہد غالباً کے ختم ہونے کے کئی سو سال بعد یورپ میں رانج ہوئی جب نئی دنیا میں دریافت ہوئیں تجارت کو سعیت حاصل ہوئی اور اور نیا طبقہ مشکم ہونے لگا۔ نئی دنیا میں میں ظلم و جرم کی ایک نئی داستان لکھی گئی۔ براعظم امریکہ میں مقامی آبادی کا تذہیب کرنا، براعظم افریقہ سے غلاموں کی برآمد اور شہم براعظم امریکہ میں نوآبادیاتی نظام کی گرفت اور مقامی آزادی کا خاتمه، یہ سب صنعتی سرمایہ داری کے فروع کے اس عہد سے تعلق رکھتے ہیں جب سرمایہ ایک ملک سے کہ برآمد ہو کر دوسرے ملکوں پر حاوی ہونے لگا۔ یہ نوآبادیاتی نظام کی ابتداء تھی۔

تاجر ان سرمایہ داری سے صنعتی سرمایہ داری کا سفر جہاں ایک طرف سماجی ظلم پر منی ہے وہیں نظریات میں ایک نفیا تی تبدیلی کا بھی عہد ہے۔ یہ تبدیلی صنعت کی ایجاد یا صنعتی انقلاب کی مر ہون منت ہے۔ لیکن پہلے کچھ ظلم و تشدد کا حوالہ۔ شیلی کی ایک مشہور ظلم ”انگلستان کے باسیوں سے خطاب“ ایک ہی وقت میں ٹوٹتے ہوئے جا گیر دارانہ نظام کے ظالم اور نئے صنعتی نظام کے جبرا کا اس طرح اٹھا کرتی ہے:

”انگلستان کے باشندوں کس کے لئے ہل چلاتے ہو؟
اس ملک کے لئے جو تمہاری پستی اور بتاہی کا ذمہ دار ہے؟
کیا تم اس لئے محنت اور ہنمندی سے کپڑا بنتے ہو؟

کے ظالم دولت منداں سے پوشاکیں بنانے کر پہنچئے؟
 تم کس لئے مہد سے لیکر لحد تک کھلاتے، پہناتے اور بچاتے رہتے ہو
 ان ناشرکرے مفت خوروں کو جو تمہارا پیٹ نہیں خون چوتے ہیں؟

--

”فصل بوتے تم ہو کاتا ہے کوئی اور
 دولت نکالنے تم ہو بھورتا ہے کوئی اور
 لباس تم بننے ہو بپھنا ہے کوئی اور
 ہتھیار تم ڈھالتے ہو اٹھاتا ہے کوئی اور۔
 نیج بود پر کسی ظالم کو فصل مت کا نہ دو
 دولت بناؤ پر کسی مکار کو اکٹھامت کرنے دو
 پوشاکیں بنو پر کسی کا ہل کومت پہنچ دو
 ہتھیار ڈالو پر اپنی حفاظت کے لئے۔۔۔ خود پہنچو۔۔۔

شیلی کی نظم کی آخری سطور کے خلاف جو آواز بلند ہے یا اس طبقاتی کشمکش کا اظہار کرتی ہے جو سرمایہ دارانہ نظام کے فطری تضادات کا نتیجہ ہے۔ یہی تضادات بعد ازاں محنت کشوں کی تحریکات کی صورت میں منفلتم ہوئے۔ سرمایہ دارانہ نظام کا ابھار، اس کے تضادات اور اس کی اگلی شکل ہی ہیوبر مین کی کتاب کا موضع ہے۔ اس کے اپنے الفاظ میں یہ کتاب تاریخ کو معیشت کے حوالے سے اور معیشت کو تاریخ کے حوالے سے سمجھنے کی کوشش ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی سائنسی تحقیق اور پھر اس کے حوالے سے انسان کی عہد بہ عہد کی سماجی تاریخ کا مطالعہ کارل مارکس کے نظریہ قدر زائد کو تکمیل دیتا ہے اور انسانی سماج کو اس کے مختلف طبقاتی ادوار کے حوالے سے سمجھنے کا کام تاریخ کے جدیاں نقطہ نظر کے قلف کو تخلیق کرتا ہے۔ مارکسزم کا یہ ہمہ گیر نقطہ سماج کی تبدیلی میں طبقات اور ان کے مابین کشمکش، آلات پیداوار کی تبدیلی اور ان کے ساتھ پیداواری رشتہوں کے بدلنے کو بنیادی اہمیت دیتا ہے۔ مارکسی منطق کے مطابق سماجی تبدیلی کا یہ عمل سرمایہ داری نظام پر منحصر نہیں ہوتا۔ بلکہ سرمایہ داری نظام کی کوکھ سے پیدا ہونے والے تضادات اور اس سے جنم لینے والی طبقاتی کشمکش کے نتیجے میں ایک نئے سماج کی بنیاد مہیا کرتا ہے۔ مارکس کے مطابق یہ سماج بذریعہ بالادست اور زیر دست طبقات کے خاتمے اور ایک غیر طبقاتی سماج کی